نظرات

کُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ

گزشتہ مہینہ شاہ فیصل کا حادثہ شہادت موجودہ حالات میں عالم اسلام کا سب سے بڑا المیہ ہے جس کی شدت کو ایک مدت تک فراموش نہ کیا جاسکے گا۔ مرحوم اس زمانہ میں عالم اسلام کی آبرو، عزت و وقار اور تمکنت تھے، قدرت نے انھیں سوز اور ساز دونوں نعمتوں سے نوازا تھا۔ وہ کہنے کو خادم حرمین شریفین تھے، لیکن درحقیقت وہ پاسبان ونگہبانِ حرم اسلام تھے، نورِ ایمان ویقین ان کا جوہرِ ذاتی، تعامل بالکتاب والسنّۃ ان کا آئینِ حقیقی، فہم وفراست، اور تدبر و دوراندیشی ان کی طبیعت کے گوہر آبدار تھے، مرحوم کی سربراہی کی مدت گیارہ برس سے زیادہ نہیں ہے، اور یہ وہ زمانہ ہے جب کہ عالم اسلام اندرونی اور بیرونی اسباب وعوامل کے باعث شدید کشمکشِ امید وبیم سے دوچار تھا اور اس کے سرپر اضطراب وتشویش کی قیامتیں مچل رہی تھیں، لیکن شاہ فیصل کی قائدانہ بصیرت وبصارت نے وہ معجزہ نمائی کی کہ عالم ہی دوسرا ہوگیا، امریکہ جو اس وقت دنیا کی سب سے بڑی طاقت وقوت ہے اور سیاستِ "فرنگ" — جو اس دور کا سب سے بڑا حربہ ہے، دونوں نے اس طرح سپر افگنی کی کہ روس اور امریکہ کے بجائے عالم کی نظریں شاہ کی جنبشِ مژگان وآبرو پر مرتکز ہوگئیں، اور امریکہ کے ٹائمز وغیرہ کو تسلیم کرنا پڑا کہ اس زمانہ کا سب سے بڑا سیاسی اور طاقتور انسان شاہ فیصل ہیں، یہ انھیں کا حوصلہ تھا کہ عرب کی طاقت کا لوہا دنیا سے منوالیا۔ انھوں نے عرب ممالک میں اتحاد پیدا کیا، انھیں خود اعتمادی سکھائی، عرب قومیت کی لعنت سے نجات دلاکر انھیں صراطِ مستقیم پر گامزن

کیا۔ ان کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ انھوں نے اربوں اور کھربوں روپیہ سے ضرورتمند عرب اور دوسرے اسلامی ممالک کی بے تحاشا مدد کی، دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان آباد ہیں اِن پر اُن کی نگاہ رہتی اور اُن کے فوز و فلاح کی تدبیر کرتے رہتے تھے۔

مرحوم نہایت محنتی، فرض شناس اور حد درجہ بیدار مغز اور روشن خیال فرمان روا تھے، اسلامی اور دینی علوم وفنون کے ساتھ علومِ جدیدہ اور سائنس و ٹکنالوجی کی اعلیٰ تعلیم کی اہمیت و ضرورت کا انھیں پورا الیقین تھا۔ دنیا کے معاشی اور اقتصادی مسائل پر ان کی نگاہ مبصرانہ تھی، اس سلسلہ میں عرب بنک کا قیام ان کا ایک عظیم کارنامہ ہے، اسلاف کے علمی کارناموں (جسے التراث الاسلامی کہتے ہیں) کے احیا سے انھیں بڑی دلچسپی تھی، چنانچہ ۱۹۶۷ء میں ہندوستان کے حج ڈیلی گیشن کے ساتھ راقم الحروف نے ایک خصوصی ملاقات میں تفسیر سفیان ثوری مرتبہ مولانا امتیاز علی خاں صاحب عرشی اور مسند حمیدی مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمی کا تذکرہ کیا تو شاہ مرحوم بیحد مسرور ہوئے، اس سلسلہ میں دوچار سوالات کئے اور ہمارے سفیرِ ہند جناب قدوائی صاحب سے شکایت کی کہ انھوں نے اب تک یہ دونوں کتابیں اُن کو نہیں پہونچائی ہیں۔

غرض کہ ان کے کس کس وصف اور خوبی کا ذکر کیا جائے، اس کے لئے ایک مستقل کتاب درکار ہے، وہ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے، ان کی شخصیت ایک گلشنِ رنگ و بو اور مینارۂ عظمت و بزرگی تھی، بَرَّدَ اللہُ مضجعَہٗ و نوّر مرقدَہٗ

وما کان قیسٌ ھلکُہٗ ھلکُ واحدٍ
ولکنَّہٗ بنیانُ قومٍ تھدَّمَا